گفتگو: پروفیسر حافظ سید محمد وکیل شاہ
ضبطِ تحریر: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

شاہ جی کی باتیں...... کچھ بھولی بسری یادیں

تعلیمی بورڈ ملتان کی ملازمت کے دوران، راقم کا زیادہ عرصہ، سیکریسی برانچ میں گزرا۔ وہاں اکثر اساتذہ کرام سے واسطہ رہتا۔ حسن اتفاق کہ جب میں ڈپٹی کنٹرولر کی سیٹ پر کام کر رہا تھا، محترم پروفیسر سید محمد وکیل شاہ صاحب (حضرت امیر شریعت کے فرزند نسبتی) چیف سیکریسی آفیسر کے طور پر اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ فارغ اوقات میں اکثر میں شاہ صاحب سے درخواست کرتا کہ برِاعظم ایشیاء کے عظیم خطیب سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی کوئی بات سنائیں۔ یہ یادداشت شاہ صاحب کی اسی دور کی گفتگو پر مشتمل ہے۔

☆......☆......☆

- ''کتاب ''آوازِ دوست''، میں جناب مختار مسعود جہاں شاہ جیؒ سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہیں، وہاں انہوں نے تحریر کیا ہے کہ شاہ جی کے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا۔ وکیل شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ شاہ جی کے ساتھ جانے والا وہ نوجوان میں ہی تھا۔

- سابق گورنر پنجاب اختر حسین کے دور کی بات ہے۔ شاہ جی کی بیماری جب بڑھ گئی تو انہیں نشتر ہسپتال ملتان میں داخل کرا دیا گیا۔ روزانہ بیسیوں لوگ آپ کی عیادت کے لیے آتے۔ جن میں ملک کے نامور ادیب، شاعر، سیاست دان علماء، وکیل، طلباء سبھی شامل ہوتے۔ ایک دن مشہور کمیونسٹ سبطِ حسن اور ظہور نظر، شاہ صاحب سے ملنے آئے۔ اتفاق سے اس وقت مولوی زرین خان، شاہ صاحب کے پاس بیٹھے تھے۔ سبطِ حسن نے کہا: ''شاہ جی! آج تو اللہ کا فضل ہے۔ آپ کی صحت بہتر لگ رہی ہے۔'' زرین خان بولے: ''شاہ جی! آج تو واقعی اللہ کا فضل ہے کہ کمیونسٹ بھی مان گئے ہیں، اللہ کا فضل ہے۔'' شاہ جی بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ تکلیف کے باوجود طبیعت میں شگفتگی تھی۔ ظہور نظر سے کہنے لگے: ''یار! کچھ سناؤ۔'' ظہور نظر نے کہا: ''میں تو پہلے کی طرح آپ کے اوپر سر رکھ کر سناؤں گا۔'' پھر ظہور نظر نے ایک نظم سنائی اور کہنے لگے: ''شاہ جی! اگر آپ ہمارے ساتھ مل جاتے تو آج آپ کا یہ حال نہ ہوتا۔'' شاہ جی نے برجستہ کہا: ''ظہور نظر! اگر تم ہمارے ساتھ مل جاتے تو تمہارا ابھی آج یہ حال نہ ہوتا۔''

- ایم ڈی تاثیر اور فیض احمد فیضؔ ہم زلف تھے۔ دونوں کی بیگمات دو انگریز بہنیں تھیں۔ تاثیر اور فیض کے ساتھ، شاہ جی کی ادبی گفتگو رہتی۔ ایک محفل میں تاثیر کی بیگم چائے لے کر آئی۔ شاہ جی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا: ''بیٹی! کیا

حال ہے؟'' پھر تو وہ بار بار آتی اور پوچھتی رہی: ''اور کسی چیز کی ضرورت؟ اور کسی چیز کی ضرورت؟'' شاہ جی نے تاثیر سے کہا: 'یار! اس سے جان چھڑاؤ۔ بار بار آتی ہے کوئی بات ہی نہیں کرنے دیتی۔'' تاثیر نے کہا: ''آپ نے ہی اسے بیٹی کہا' اب خود ہی بھگتیں۔ یورپ میں اسے کسی نے بیٹی کے لفظ سے کہاں پکارا ہوگا!''

- شاہ جی قیامِ پاکستان سے قبل کا واقعہ سناتے کہ ایک دفعہ ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں قید تھے۔ سپرنٹنڈنٹ جیل آپ کے رویے سے اتنا متاثر ہوا کہ ایک عرصہ آپ کو رات گھر چھوڑ کر جاتا اور صبح لے جاتا رہا۔

- شاہ جی جب بھی لاہور جاتے۔ پطرس بخاری، ایم ڈی تاثیر، صوفی تبسم، عبداللہ بٹ سب اکٹھے ہو جاتے۔ ایک دن محفل جمی ہوئی تھی کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ شاہ جی نے کہا: ''آؤ یار! نماز ہی پڑھ لیں۔'' سارے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ پطرس بخاری نے کہا: ''آؤ یار! پڑھ ہی لیں۔ لگتا ہے شاہ جی ہمیں پکڑ پکڑ کر جنت میں داخل کرانا چاہتے ہیں۔''

- ایک دفعہ جیل میں شاہ جی کی ایک سکھ سے دوستی ہو گئی۔ شاہ جی کا اپنا کردار، علم و فضل، خداداد صلاحیت اور اس پر مستزاد مؤثر گفتگو۔ سکھ اتنا متاثر ہوا کہ دوسرے سکھ قیدی سمجھنے لگے کہ یہ مسلمان ہو جائے گا۔ وہ شاہ جی کو مارنے پر تل گئے۔ ایک دن شاہ جی کے پاس آئے تو آپ نے کہا: ''تم جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہو کرلو۔ میری گردن بھی حاضر ہے۔ بے شک مجھے ماردو۔ مرنے کے بعد بھی ہماری دوستی قائم رہے گی' شاید اسے ہدایت نصیب ہو جائے۔''

- شاہ جی جیل میں تھے۔ ماہ رمضان آ گیا۔ مسلمان قیدیوں نے فیصلہ کیا کہ اذان اور نماز باجماعت کا اہتمام کریں گے۔ نماز کے وقت کسی نے اذان دے دی۔ سپرنٹنڈنٹ نے اسے سزا دی۔ ایک قیدی یہ بات گزرتے ہوئے شاہ جی کو بتا گیا شاہ جی نے نماز عشاء کے بعد جیل کے صحن میں کھڑے ہو کر اذان دینی شروع کر دی اور پھر اذان پہ اذان دیتے رہے۔ جیل میں اگر کوئی ''انقلاب زندہ باد'' کا نعرہ لگا دیتا تو ہنگامی حالت نافذ ہو جاتی۔ سارا عملہ متحرک ہو جاتا۔ اس روز شاہ جی کی اذانوں نے ایسی ہی صورت حال پیدا کر دی۔ آخر سپرنٹنڈنٹ جیل کے ہاتھ باندھ کر معذرت کرنے پر شاہ جی نے اذان بند کی۔ پھر اس نے اذان کی مستقل اجازت دے دی۔ شاہ جی نے اس سے کہا:

''تم نے ہمیں اتنا ہی بزدل سمجھ رکھا تھا!''

- شاہ جی حد درجہ مہمان نواز، وضع دار اور خوش اخلاق تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے پاس اگر کوئی مرزائی بھی آ جاتا تو خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ اس کی خاطر تواضع کرتے اور کہتے کہ آیا کریں۔ بات پسند آئے تو مانیں ورنہ کوئی زور نہیں، مجھے مرض سے نفرت ہے' مریض سے نہیں۔

- میانوالی جیل کا واقعہ ہے۔ شاہ جی بیان کیا کرتے کہ میں نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔ بلند آواز میں پڑھتا رہا۔ آدھی رات کا سماں اور چودھویں کا چاند' ایک کیفیت مجھ پر وارد تھی۔ سپرنٹنڈنٹ جیل جو ہندو تھا۔ تلاوت سنتا اور روتا رہا۔ اس پر رقت طاری تھی۔ شاہ جی کہتے' مجھے اس وقت پتہ چلا' جب میرے پیچھے کسی نے کندھے پہ ہاتھ رکھا اور کہا:

''شاہ جی! بس کریں' اب کلیجہ پھٹتا ہے' مزید سننے کی سکت نہیں۔''

- حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۳۰ء میں سنٹرل جیل ملتان میں قید تھے۔ انہی دنوں وہ شدید علیل ہوئے تو شاہ جی نے اپنے آپ کو اُن کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ شاہ جی اکثر فرماتے: ''میری مغفرت کے لیے یہی کافی ہے کہ مجھے حضرت مفتی کفایت اللہ کی خدمت کرنے کا موقع ملا ہے۔''
- ایک دفعہ عبدالمجید سالک نے روزنامہ ''انقلاب'' میں شاہ جی کے خلاف کوئی جھوٹی بات شائع کر دی۔ شاہ جی نے سالک سے گلہ کیا۔ سالک نے کہا: ''شاہ جی! میں آپ کے خلاف لکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔'' پچیس سال بعد پطرس بخاری، ایم ڈی تاثیر اور صوفی تبسم نے صلح کے لیے شاہ جی اور سالک کو ایک دعوت پہ اکٹھا کیا۔ سالک نے شاہ جی سے کہا: ''ظالم! تو نے میری زندگی کی ربع صدی ضائع کر دی۔'' پھر رات بھر دریائے راوی کے کنارے شعروشاعری ہوتی رہی:

اک بے وفا کا شہر تھا اور وہ تھے دوستو
راتوں کا پچھلا پہر تھا اور وہ تھے دوستو

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

سلیم الیکٹرونکس

ڈاؤلینس ریفریجریٹر
اے سی سپلٹ یونٹ
کے بااختیار ڈیلر

Dawlance
ڈاؤلینس لیا تو بات بنی

061-4512338
4573511

حسین آگاہی روڈ ملتان